شاہ ولی اللہ کی اصطلاحات

عبدالوحید صدیقی

دنیا کے ہر صاحبِ نظام تخلیقی مفکر کے نتائج ذہنی اپنے پیش رو اہل علم و فکر سے عموماً کچھ مختلف بھی ہوتے ہیں اور ان سے زیادہ ہمہ گیر بھی۔ ایک تخلیقی مفکر ہونے کی حیثیت سے اسے چونکہ کچھ نئی باتیں کہنی ہوتی ہیں، جو پہلوں نے ان معنوں میں نہیں کہی ہوتیں، اس لئے قدرتاً اصطلاحاتِ علمی کا وہ ذخیرہ جو اس کے پیش رووں کے نتائج فکر کے اظہار کے لئے کافی ہوتا ہے، اس کے بعد میں آنے والے صاحبِ نظام تخلیقی مفکر کے لئے ناکافی ثابت ہوتا ہے اور وہ مجبور ہوتا ہے کہ اپنے افکارِ تازہ کے لئے نئی اصطلاحیں وضع کرے اور انہیں اپنے نتائج فکر کے اظہار کا ذریعہ بنائے۔

بات دراصل یہ ہے جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے۔ ؎

افکار کا عالم اکبر ہے　　　الفاظ کی دنیا چھوٹی ہے

لغت اور اس کی اصطلاحیں ذہنِ خلاق کے اظہار کی راہ میں کس طرح رکاوٹ بنتی ہیں علامہ اقبال نے شاعرانہ انداز میں اسے یوں بیان فرمایا ہے۔

حقیقت پہ ہے جامۂ حرف تنگ　　　حقیقت ہے آئینہ، گفتار زنگ
فروزاں ہے سینے میں شمع نفس　　　مگر تاب گفتار کہتی ہے بس
اگر یک سرِ موئے برتر پرم　　　فروغِ تجلی بسوزد پرم

لیکن لغت کی اس "محدودیت" کے باوجود ہر صاحبِ فکر کو اپنے مافی الضمیر کے اظہار اور اپنے افکارِ تازہ کو پیش کرنے کے سلسلے میں اسی لغت سے کام لینے کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے جدید نتائج فکر کو اس لغت کے، جس سے کہ وہ کام لینے پر مجبور ہوتا ہے، ایسے الفاظ میں پیش کرے، جو اس کے مافی الضمیر کو زیادہ سے زیادہ ادا کر سکیں اور ان الفاظ کے ذریعہ جو وہ نیا فکر دینا چاہتا ہے، قارئین اس کا ادراک کر لیں گو یہ الفاظ نئے نہیں ہوتے، لیکن ایک صاحب فکر مصنف انہیں نئے معنی پہنا دیتا ہے اور اس طرح یہ الفاظ نئے ہو جاتے ہیں ہم اسی کو ایک صاحبِ نظام تخلیقی مفکر کا نئی اصطلاحات وضع کرنا کہیں گے۔ یہ اصطلاحات اس کے افکار تازہ کی کلید ہوتی ہیں، اور جب تک آپ انہیں حل نہ کریں اور ان کے مطالب و معانی کا تعین نہ ہو، اس مفکر کو کما حقہ سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر شاہ ولی اللہ صاحب کی "ارتفاق" کی اصطلاح کو لیجیئے۔ یہ "رفق" سے ہے، جس کے معنی نرمی، سہولت، اعانت اور نفع رسانی کے ہیں۔ اور جب یہ باب "ارتفق" میں آتا ہے جس کا مصدر "ارتفاق" ہے، تو اس کے معنی باہم معاونت کے ہوتے ہیں۔ اب شاہ صاحب لفظ "ارتفاق" ایک خاص اصطلاح کے طور پر استعمال کرتے ہیں، جس سے وہ انسان کی مادی ضرورتوں کی تکمیل کے وہ وسائل مراد لیتے ہیں، جنہیں اس نے اپنی ارتقا کے مختلف مدارج طے کرتے ہوئے تخلیق کیا۔ اور ان کی وجہ سے وہ بتدریج اپنی ضرورتوں کو زیادہ سے زیادہ سہل طریقوں سے پورا کرنے کے قابل ہوتا گیا۔

مشہور اربابِ علم و فکر اپنے جدید وارداتِ ذہنی کو بیان کرنے کے لئے یا تو خود اپنی اصطلاحیں وضع کرتے ہیں، جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے مثال کے طور پر "ارتفاق" کی اصطلاح وضع فرمائی ہے یا ان سے پہلے جو اصطلاحات مروج ہوتی ہیں، ان کو نئے معانی پہنا کر انہیں اپنے کام میں لاتے ہیں اور اس طرح یہ اصطلاحیں خاص ان کی ہو جاتی ہیں مثال کے طور پر "خودی" اور "عشق" کے الفاظ بحیثیت مخصوص اصطلاحات کے پہلے سے رائج تھے، لیکن علامہ اقبال نے انہیں اپنے خاص

معنی پہنائے، چنانچہ ان کے ہاں یہ الفاظ جن معنوں میں استعمال ہوئے ہیں، ان سے پہلے ان معنوں میں وہ شاذونادر ہی استعمال ہوتے تھے۔ اب علامہ اقبال کے مجموعی فکر کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ کے ذہن میں "خودی" اور "عشق" کے وہ مخصوص معانی ہوں، جنہیں مرحوم اپنی ان دو اصطلاحات میں پیش فرماتے ہیں۔

اب آپ اس دور کی مشہور معاشی تحریک مارکسیت کے بانی کارل مارکس کو لیجئے وہ فرانسیسی زبان کے دو الفاظ "بورژوا" اور "پرولتاری" استعمال کرتا ہے اور ان سے وہ اپنے مخصوص اصطلاحی معنی لیتا ہے چنانچہ اس کے نزدیک "بورژوا" سے ہر وہ شخص مراد نہیں جو زندگی گزارنے کا اعلےٰ معیار رکھتا ہے اور نہ ہر وہ شخص پرولتاری ہے، جو ادنیٰ معاشی ضروریات سے محروم ہو۔ وہ ان الفاظ کو لغوی معنی کے بجائے ان کے اصطلاحی معنوں میں استعمال کرتا ہے اور ان الفاظ کو یہ اصطلاحی معنی اس نے خود دیئے ہیں۔ اب ان اصطلاحوں کو سمجھے بغیر کارل مارکس کا سمجھنا بڑا مشکل ہے اسی طرح اس کی اصطلاح "قدر زائد" ہے، جو اس کے پورے معاشی نظام کے لئے اساس کی حیثیت رکھتی ہے۔

مسلمان مفکرین و صوفیاء میں شیخ محی الدین ابن عربی، امام ربّانی مجدد الف ثانی، اور شاہ ولی اللہ نے اپنے اپنے فکر کو جو جامع ہے الٰہیات، مابعد الطبیعیات اور علوم طبیعیات وغیرہ پر بیان کرنے میں کثرت سے اصطلاحات سے کام لیا ہے، اور چونکہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے دور کے مروّج تمام علوم میں تصنیفات کی ہیں اور مابعد الطبیعیات، طبیعیات اور الٰہیات پر لکھا ہے، اس لئے ان کے ہاں یہ اصطلاحات بہت زیادہ ہیں۔ اب کبھی تو وہ خود جدید اصطلاحات وضع کرتے ہیں اور کبھی پہلے کی رائج اصطلاحات کو اپنے مخصوص معنی پہناتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ شاہ صاحب نے نظام کائنات اور خالق و مخلوق اور علت و معلول کے باہمی تعلقات کو اپنے پیشرو اہل علم و قلم سے قدرے مختلف انداز سے دیکھا ہے۔ نیز معاشرتی نظام میں علت و معلول کا سلسلہ جس طرح کارفرما ہے، آپ سے پہلے کے مسلمان مفکرین نے اس کا اس طرح احاطہ نہیں کیا

چنانچہ اپنے ان جدید نتائج ذہنی کو پیش کرنے کے لئے قدرتاً شاہ صاحب کو کثرت سے اصطلاحات استعمال کرنی پڑیں۔

اس سلسلے میں شاہ صاحب نے بہت سی اصطلاحات تو خود وضع کیں۔ اور بہت سی پرانی اصطلاحات کو نئے معانی پہنائے نیز آپ نے اپنی کتابوں میں جگہ بجگہ ان اصطلاحات کی تشریح بھی کی ہے اب ضرورت اس کی ہے کہ شاہ صاحب کی مخصوص اصطلاحات کی ان تشریحات کو جو ان کی مختلف کتابوں میں پھیلی ہوئی ہیں، یکجا کیا جائے تاکہ وہ مرجع بن سکیں فکر ولی اللہی کے طالب علموں کے لئے۔ دوسرے شاہ صاحب اکثر مختلف مقامات پر اپنی مختلف اصطلاحات کو ایک ہی معنی میں استعمال کرتے ہیں ان کا تعین بھی بہت ضروری ہے۔ شاہ صاحب کے افکار و آراء کے پورے احاطے کے لئے ان کی اصطلاحات کے مقصود و معانی کا اس طرح تعین ازبس لازمی ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب کی اصطلاحات کا زیادہ تر ذخیرہ آپ کی ان بنیادی کتب تصوف و حقائق میں ہے جن کے متعلق مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم کا ارشاد تھا کہ انہیں سبقاً سبقاً پڑھایا جائے، ان میں سے سطعات، ہمعات، اور لمحات خصوصی اہمیت رکھتی ہیں۔ ان کتابوں میں مندرج مباحث اور اصطلاحات کی شاہ ولی اللہ صاحب کے پوتے شاہ اسمٰعیل شہید نے "العبقات" کے نام سے شرح لکھی ہے۔ "العبقات" کے مقدمے میں شاہ اسمٰعیل شہید فرماتے ہیں۔

"میں اس کا مدعی نہیں ہوں کہ ان موتیوں (سطعات و لمحات) کے سلسلے میں اس کتاب کو بھی شامل کرنا چاہیئے۔ اور جس چیز کا مجھے حق نہیں ہے، اس کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہوں بلکہ سمجھنا چاہیئے کہ علوم نقل سے عربی ادب کے فنون کا جو تعلق ہے، یا عقلی فنون سے منطق کے قوانین کی جو نسبت ہے، یہی تعلق اور یہی نسبت ان کتابوں سے میرے اس رسالے کو ہے"

بہرحال شاہ اسمٰعیل شہید کی کتاب "العبقات" شاہ ولی اللہ صاحب کی اصطلاحات کی ایک اچھی خاصی تشریح ہے، اور اس میں شاہ شہید نے ان اصطلاحات کے معانی و مطالب کو متعین کرنے کی بڑی کامیاب کوشش کی ہے، لیکن اس کتاب کی تصنیف کو بھی ایک سو سال سے زیادہ عرصہ ہوگیا ہے

اور اس دوران میں نہ صرف علوم و فنون میں بڑی ترقی ہوئی ہے، بلکہ اظہار بیان کے اسالیب بھی کافی بدل گئے ہیں، اس لئے ضرورت ہے کہ شاہ ولی اللہ کی اصطلاحات کی تشریح آج کی زبان اور آج کل کے اسالیب بیان میں ہو تاکہ وہ فکر ولی اللہی کے مطالعہ کے لئے تمہید اور کلید کا کام دے سکے۔

راقم الحروف کو مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب نے اس ضرورت کی طرف متوجہ فرمایا اور انہی کی زیر ہدایت میں نے اس کام کو شروع کیا ہے۔ ذیل میں شاہ ولی اللہ صاحب کی کچھ اصطلاحات دی جا رہی ہیں۔ انشاءاللہ آیندہ بتوفیق ایزدی ہر ہر اصطلاح کی تشریح کی کوشش ہوگی۔

الٰہیات اور مابعد الطبیعیات

الوجود۔ الوجود الاقصیٰ۔ الحقیقۃ۔ الحق۔ الحقیقۃ القصویٰ۔ الحقیقۃ الواحدۃ۔ اول الاوائل۔ العین الثابتۃ۔ الحقیقۃ الامکانیۃ۔ الثبوت الماھیۃ۔ الاسماء الکونیۃ۔ الشخص الاکبر۔ الانسان الکبیر۔ عالم الجبروت۔ عالم الارواح عالم المثال۔ عالم الشھادۃ۔ عالم الغیب۔ عالم الاجسام۔ تجلی۔ تدلی۔ الابداع۔ الخلق۔ التدبیر۔ الاقتراب۔ الصفات الذاتیۃ۔ الصفات الفعلیۃ۔ الذات۔ عین ذاتہ۔ غیر ذاتہ۔ الروح۔ النفس الناطقۃ۔ الروح الانسانی۔ الملأ الاعلیٰ۔ حظیرۃ القدس۔ جعل المرکب۔ الفعل البسیط۔ قیومیت۔ لاھوت۔ وحدۃ الوجود۔ وحدۃ الشھود۔ احدیت۔ التقدیر۔ اصحاب الیمین اصحاب الشمال۔ واجب الوجود۔ ممکن الوجود۔ محال الوجود۔ وجود منبسط الشھودیۃ الظلیۃ۔ العینیہ۔ الجوھر۔ العرض۔

نفسیات

الحواس۔ العلم۔ الخیال۔ العقل۔ الوھم۔ النظر۔ الحدس۔ الغیب۔ الوحی الفھم۔ الذوق۔ الالھام۔ الکشف۔ المعرفۃ۔ المشاھدۃ۔ الوجدان العلم اللدنی۔ الحس الظاھر۔ الحس الباطن۔ الطبیعۃ۔ الفطرۃ۔ النسمۃ۔

الرائ الکلی۔ الرائ الجزی۔ ظرافۃ۔ تکمّل العلوم النسمیۃ الحیوانیۃ۔ الملکیۃ۔ الملکۃ۔ حجاب الطبع۔ حجاب الرسم۔ حجاب سوء المعرفۃ۔

عمرانیات

ابناء الجنس۔ الارتفاق۔ الحکمۃ المعاشیۃ۔ حکمۃ تدبیر المنزل۔ الحکمۃ الاکسابیۃ۔ الحکمۃ التعاونیۃ۔ الحکمۃ التعاملیۃ۔ المدینۃ۔ المدینۃ التامۃ الامامۃ۔ النقابۃ۔ الخلافۃ الکبریٰ۔ الرسم۔ الرسوم السائرۃ۔ الرسم الباطل۔

اخلاقیات۔

السعادۃ۔ السعادۃ الحقیقۃ۔ الاخلاق الفاضلۃ۔ الحکمۃ۔ الشجاعۃ۔ السماحۃ۔ العفۃ۔ الدیانۃ۔ الفصاحۃ۔ السمت الصالح۔ الطہارۃ۔ الاخبات۔

؎ اگرچہ دودمانِ ولی اللہی کے حقیقی چشم و چراغ حضرت سیدنا شاہ محمد اسحاق اور ان کے برادر صغیر شاہ محمد یعقوب یہ دونوں حضرات جو اپنے نانا شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ کے دلی میں جانشین تھے ... ۱۲۵۸ھ ہی میں ... حجاز تشریف لے جا چکے تھے .... تاہم حضرت مجدد سرہندی کے خانوادے کے بعض اکابر مثلاً شاہ احمد سعیدؒ اور شاہ عبدالغنی ... دلی کی بجی کھچی روشنی کی عمر میں جان ڈالے ہوئے تھے ان کے سوا بھی مفتی صدرالدین صاحب بذاتِ خود صدرالصدوری کے سرکاری فرائض کے ساتھ ساتھ درس و تدریس کا شغلہ بھی جاری کئے ہوئے تھے۔ دلی کی جامع مسجد کے ساتھ دارالبقا کے نام سے عہد شاہجہانی میں جو شاہی مدرسہ قائم کیا گیا تھا۔ مفتی صاحب مرحوم نے ... از سرِ نو اس مدرسہ کو مرتب کیا۔ اس مدرسہ میں ... حاجی محمد جونپوری جو شاہ اسحاق کے شاگردوں میں تھے اور ملّا سرفراز ماہر ریاضیات وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں .... مولانا فضل حق خیرآبادی جن کی عمر اس وقت غالباً پچاس سال کی ہوئی ... فرصت کے اوقات میں جیسا کہ اس زمانے میں دستور تھا فلسفہ اور منطق کا درس دیا کرتے تھے، بہرحال دلّی کے علمی آسمان کا آفتاب (شاہ اسحاق) تو غروب ہو چکا تھا، لیکن ان تاریک گھڑیوں میں بھی اِدھر اُدھر بحالت انتشار کچھ چھوٹے بڑے ستارے پھر بھی چمک رہے تھے۔" (سوانح قاسمی)